www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



حدیث و سنت

تحریر: الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی
ترجمہ: حافظ حسن مدنی

# تفسیر قرآن کا طریق

(یہ لیکچر ۱۸ جمادی الاخرہ ۱۴۱۰ھ بروز جمعرات مسجد بنی ہاشم میں دیا گیا۔)

**آغاز :** سب سے بہتر کلام اللہ جل شانہ کا کلام ہے۔ اور سب سے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور دین میں بدعات کا ارتکاب سب سے برا کام ہے۔ چنانچہ آج میں جس موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں' اس کا تعلق بدعات ہی کی قبیل میں سے ایک بدعت کے ساتھ ہے۔ جس کے ثبوت میں میری نظر سے چند ایسی تالیفات گزری ہیں' جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ "قرآن حکیم کی "تبیین" میں "سنت" کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ لہذا میں اللہ کے اس فرمان " تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوَىٰ" کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی علمی بساط کے مطابق اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالوں گا۔

بلاشبہ ہم میں سے ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ قرآن حکیم دین اسلام کا دستور ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ کے دل پر اللہ تعالی نے وحی کی صورت میں نازل فرمایا۔ ان سے بہتر اس کے متن اور مفہوم کو اور کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ لیکن تھوڑی بہت عربی زبان سے واقفیت رکھنے والوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا ہے۔ جس نے قرآن حکیم کی تفسیر کے سلسلہ میں اپنی عقول اور خواہشات کے مطابق ایک طریقہ ایجاد کرلیا ہے۔ کتاب اللہ کی تفسیر کے چند اصول اپنے پاس سے گھڑ لئے ہیں' اور ان کی ترویج کے لئے صبح و شام مصروف عمل ہے' اب صورت حال ایسی ہے کہ اگر ان کا انسداد علمی استدلال کے ساتھ نہ کیا گیا تو بہت سے کم علم لوگوں کے اس فتنہ کی زد میں آنے کا خطرہ ہے۔ نصف صدی سے پہلے یہ فتنہ برپا کرنے والے اپنے آپ کو "قرآنیسن" کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام کی تکمل تعلیم صرف اور صرف قرآن حکیم ہی ہے۔

## فکر جدید یا فتنہ نو؟

چراغ سے چراغ جلنے کے مصداق مذکورہ فتنہ نے "فکر جدید" کے نام سے ایک



© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



نئے فتنہ کو پیدا کیا ہے جس کے علمبرداروں کا یہ دعویٰ تو نہیں کہ اسلام صرف اور صرف قرآن حکیم ہی ہے بلکہ بظاہر وہ قرآن و سنت دونوں ہی کی دعوت دیتے ہیں لیکن جوں ہی آپ بنظر فائر ان کی تحریریں پڑھیں تو صاف معلوم ہوگا کہ قرآن و سنت کی آڑ میں ان کی خواہشات اور اصول "سنت" سے انحراف کی واضح اساس پر ہیں۔ ان کے مقاصد بھی وہی ہیں جو اول الذکر کے مقاصد میں فرق صرف اتنا ہے کہ اول الذکر (قرآنیسین) اس انحراف کا خود اعلان کرتے ہیں اور یہ حضرات زیادہ عالمانہ انداز میں لوگوں کو آہستہ آہستہ اپنا ہم خیال بناتے ہیں۔ اس لئے میری کوشش ہوگی کہ میں اس لیکچر میں ان کے اس طریقہ واردات کے تمام پہلوں سے آپ کو آگاہ کروں اور آپ کو اس بات کا احساس دلاؤں کہ "اہمیتِ سنت" کو مجروح کرنے والے اس گروہ کی علمی سطح پر تردید کتنی اہمیت کی حامل ہے

## تبیین قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

یوں تو قرآن حکیم کی بہت سی آیات سے کتاب و سنت کے باہم ربط و تعلق کو علماء اپنے خطبات میں ثابت کرتے ہیں۔ لیکن میں آپ کے سامنے اس آیت کو پیش کروں گا جس میں صریح نص ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا اور آپ کو اس کی وضاحت کا مکلف بنایا گیا۔ ارشاد ہے

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل : ۴۴)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں پر اس کی وضاحت کریں جو کچھ ان کے پاس بھیجا گیا ہے۔

اس آیت میں جس بیان کا ذکر ہوا ہے در اصل سنت مطہرہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فہم قرآن کے لئے اہل عرب کی زبان دانی کو معیار نہیں بنایا۔ اگرچہ وہ انتہائی فصیح اللسان تھے۔ تو پھر وہ عجمی جو چند دن عرب میں رہ گئے یا عربی زبان سیکھ لی۔ ان کے تبحر علم کو "وضاحت قرآن" کے لیے کیسے قابل اعتماد قرار دیا جاسکتا ہے؟ جب کہ عصر حاضر میں اس دور سے زیادہ "بیان قرآن" کی ضرورت ہے۔

آیت مذکورہ میں "بیان" سے مراد وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر القاء فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ ایک وحی ایسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے متلو اور متعبد بنایا ہے۔ جس کا ماحصل قرآن کریم ہے۔ دوسری وہ وحی ہے جو قرآن حکیم کی طرح پڑھی تو نہیں جاتی۔ لیکن اس کا حفظ لازم ہے اس لئے کہ اس کے بغیر قرآن حکیم کے مکمل فہم کی کوئی صورت ہی نہیں۔ لہٰذا وہ وحی جو قرآن مجید کی صحیح

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


وضاحت کرتی ہے قرآن پاک ہی کہلائے گی۔ اور یہی وہ وضاحت ہے جس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں صریحاً مکلّف بنایا گیا ہے۔

## وحی غیر متلو کے بغیر وضاحت قرآن

میرا دعویٰ ہے کہ چاہے کوئی عربی کا بہت بڑا ماہر ہو یا فہم و ادراک میں یکتا ہو۔ ماہر لسانیات ہو' وضاحت و تشریح کی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہو۔ وحی غیر متلو (سنت مطہرہ) کے بغیر قرآن مجید کے اصل مفہوم کو مکمل طور پہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ اور کون ہے جو عربی اور لغت عربی کو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ ان کی مادری زبان عربی میں ہی قرآن حکیم نازل ہوا پھر بھی کئی آیات کے مطالب کو سمجھنا ان کے لئے ناممکن ہوگیا۔ مجبوراً" انہیں سمجھنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی رجوع کرنا پڑا۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں' امام احمدؒ نے اپنی مسند میں عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان تلاوت فرمایا۔

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ

انعام : 82

ترجمہ : وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ نہیں مخلوط کیا' انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر دوسری اور بھی بہت سی آیات کی طرح یہ آیت بھی گراں گزری۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس آیت کے لفظی معنی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ اس میں جو شدید حکم تھا۔ اس کی صحیح نوعیت سمجھنے میں انہیں دقت پیش آئی۔

انہوں نے بارگاہ رسالت علیہ التحیہ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون ظلم نہیں کرتا؟ حقیقت میں وہ آیت میں مذکور "ظلم" کا مطلب ایسا سمجھے جو عمومی طور پر ہر ایک سے سرزد ہوجاتا ہے مثلاً" اپنے نفس پر ظلم یا کسی اپنے ساتھی یا گھر والوں پہ ظلم کرگزرنا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر واضح کرتے ہوئے فرمایا اس آیت میں لفظ "ظلم" کا مفہوم جو تمہاری عقلیں سمجھ رہی ہیں وہ نہیں بلکہ یہاں ظلم سے مراد "ظلم اکبر" یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے مزید وضاحت کے لئے انہیں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو دی ہوئی نصیحت یاد دلائی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



يَٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمن : 12)

ترجمہ : اے میرے بیٹے ! تو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا ' بلاشبہ شرک بہت بھاری ظلم ہے۔ غور فرمایئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جو افصح العرب تھے ان کے لئے مذکورہ آیت کے ایک لفظ "ظلم" کے صحیح مفہوم کو سمجھنا مشکل ہوگیا' اور اس مشکل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت نے دور فرمایا۔ تو پھر اور کس کی مجال ہوسکتی ہے کہ قرآن عظیم کی تفسیر یا وضاحت کا حق ادا کرسکے !

اور یہی وہ خصوصی شانِ نبوی علیہ التحیہ والسلام ہے' جس کا اشارہ رب العزت اپنے اس ارشاد میں فرماتے ہیں۔

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل : ۴۴)

ترجمہ : اور ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر جو ہم نے آپ کی طرف بھیجا ہے کی وضاحت کریں۔ قرآن کریم کی اس واضح نص اور مذکورہ دلیل کو سننے یا جاننے کے بعد ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے اذہان میں اس حقیقت کو بٹھالیں اپنے عقائد میں اس نص قرآنی کو شامل کرلیں' کہ "سنت مطہرہ" کے بغیر کسی کو قرآن حکیم کی تفسیر کا حق ہی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کے بغیر آیات الٰہیہ کے صحیح مفہوم کو ادا کرسکتا ہے۔

## مشروط عہد

یہ وہ عہد ہے جس کا اعلان خاتم النبین رحمت اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک لاکھ چودہ یا تیس ہزار صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي"

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہیں کتاب اللہ اور میری سنت اور ارشاد فرمایا " وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّىٰ يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ" اور یہ دونوں علیحدہ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر میں مجھ پر پیش ہوں۔

اس اعلان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں نہ کہ ایک چیز۔ دو وحییں نہ کہ ایک وحی۔ ہرگز گمراہ نہ ہوگے' جب تک ان دونوں کتاب اللہ اور میری سنت کو پکڑے رکھو گے جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جماعت نے بھی صرف کتاب اللہ کو پکڑا وہ کتاب و سنت دونوں کی منکر ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو صرف قرآن حکیم کو ماسوائے سنت یا فقط سنت کو قرآن مجید کے بغیر پکڑتا ہے ۔ وہ یقیناً گمراہ ہے۔

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


صحیح ہدایت و روشنی پانے کے لئے ہمیں کتاب اللہ اور سنت دونوں کو اپنانا ہوگا۔ ہمیں گمراہی سے بچنے کی شرط ہی یہی ہے کہ ہم ایک ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھامے رہیں۔

اس حدیث کے علاوہ اصول تفسیر اور قواعد علوم تفسیر میں بھی یہی تاکید ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن و سنت دونوں کے ساتھ لازم ہے۔

## ایک سوال اور ----------؟

سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کی تفسیر قرآن سے ہی کرنا واجب ہے۔ اور پھر بعد سنت سے اس تائید و تحقیق ہونی چاہیے۔

مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ایک جماعت میں یہ غلطی پائی جاتی ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر کے لئے قرآن حکیم کو ہی کافی قرار دیتی ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں یا "قصداً" وہ اس حقیقت سے گریز کرتے ہیں کہ سنت ہی قرآن کی صحیح وضاحت کرتی ہے۔ اس کے مجمل کو بیان کرتی ہے۔ قرآن حکیم کے عموم کی تخصیص اور اس کے مطلق کی تقیید کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ایسی دوسری وضاحتیں کرتی ہے، جن سے کوئی ذی شعور مسلمان مستغنی نہیں ہوسکتا ان دلائل کی روشنی میں قرآن حکیم کی تفسیر قرآن کے ساتھ قطعاً جائز نہیں۔ بلکہ قرآن کی تفسیر قرآن سنت دونوں کے ساتھ کرنا واجب ہے۔ اس لائحہ عمل کا نتیجہ وہی ہوگا جس کی بشارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ حدیث میں دی ہے اور فرمایا ہے

" لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض" اس لئے ہر اس شخص کے لئے جو قرآن حکیم کی تفسیر کرنا چاہتا ہو" اس پر لازم ہے کہ وہ کتاب و سنت کو جمع کرکے تفسیر کرے خصوصاً جن آیات کا تعلق عقیدہ، احکام، اخلاق اور معاشرت سے ہو۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیت (جس کی تفسیر مطلوب ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی متقاضی یا حاجت مند ہو!

## قیاس؛ اجتہاد

اسی موضوع کے ایک اور پہلو کا ذکر ضروری سمجھتے ہوئے میں ایک حدیث کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں جو علم "اصول فقہ" پڑھنے والوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اسے علم اصول فقہ' میں قیاس و اجتہاد کی اساس بنا کر بحث کی جاتی ہے۔ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ تم کس کے ساتھ معاملات کا فیصلہ کرو گے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ کی کتاب سے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہیں وہاں نہ ملے تو؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہاں بھی تمہیں نہ ملے تو؟

تو انہوں نے کہا" میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور اس پر کچھ زیادتی نہ کروں گا تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا یُحِبُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "

اس حدیث کے بارہ میں طلباء علم کو یہ علم ہونا چاہئے کہ علماء حدیث کی نظر میں یہ حدیث صراحتاً اور تعریضاً" صحیح نہیں ہے۔ صریحاً سے میرا مقصود یہ ہے کہ اکثر آئمہ محدث نے اس کی سند ضعیف پر صراحت کی ہے۔ جن میں امام المحدثین امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے محدثین بھی ہیں۔ ان ائمہ کی تعداد دس سے زائد ہے۔ ان میں متقدم امام بخاری اور سب سے متاخر امام حافظ ابن حجر العسقلانی ہیں۔ ان کے درمیان متعدد آئمہ ہیں جن کے اقوال میں نے اپنی کتاب "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ و الموضوعۃ" میں لکھے ہیں۔ اگر آپ تفصیل چاہیں تو اس کی طرف رجوع کیجئے۔

مقصود یہ ہے کہ آئمہ کی تنقیص کی روشنی میں یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے قواعد بھی اس کے ضعف پر دال ہیں۔ اس اعتبار سے کہ اس حدیث کا مدار جس شخص پر ہے وہ جہالت کے ساتھ معروف ہے یعنی اس سے روایت کرنا بھی معروف نہیں چہ جائیکہ وہ سچائی کے معیار کے ساتھ پہچانا جاتا ہو۔ یا حفظ کے معیار پر پورا اترے۔

غرض ہر اعتبار سے یہ راوی "مجہول" ہے گویا "مجہول العین" ہے۔ عظیم ناقد امام حافظ ذہبی الدمشقی نے اپنی مایہ ناز تصنیف "میزان الاعتدال فی نقد الرجال" میں اس کی جہالت کی مدلل تصریح کی ہے۔ علماء حدیث کے ہاں تنصیصاً" اور تعریضاً" ضعیف ثابت ہونے کے بعد اگر آپ اس کے متن پر بھی غور کریں تو باعتبار متن بھی "منکر" ہے۔ علاوہ ازیں اس کے بطلان کی دلیل میں سابقہ سطور کافی ہیں جن میں صراحتاً کہا گیا ہے کہ قرآن کی تفسیر میں کتاب و سنت دونوں کی جانب رجوع واجب ہے۔ اور اس حدیث میں سنت کو قرآن کے بعد مقام دیا گیا۔ اور سنت کے بعد رائے کو مقام دیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



## ایک اور دلیل

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ ( المائدہ : ۳ )

ترجمہ : "یعنی تم پر مردار اور خون حرام کیا گیا ہے" اگر کوئی اس آیت کی تفسیر ایسے شخص سے پوچھے جو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مجہول حدیث میں بیان کردہ ترتیب تعقہ کا قائل ہو تو وہ فقیہ قرآن حکیم کی اس آیت پر تفکر کرنے کے بعد اس کے صریح معنوں کو بیان کرے گا۔ " حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ" یعنی تمہارے لئے مردار اور خون حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت کے ان معانی کو بنیاد بنا کر وہ کہے گا "مچھلی" حرام ہے اس طرح جگر اور تلی کے بارے میں بھی اس کا جواب یہی ہوگا کیونکہ اس آیت میں "مردار اور خون کا حکم ایک ہی ہے جب کہ تلی اور جگر بھی محض خون ہی ہوتے ہیں۔

لہٰذا صرف آیت قرآن کے صریح معانی پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ فتویٰ دنیا غیر اسلامی ہوگا۔ اس لئے کہ قرآن اور بیان دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ یعنی قرآن و سنت دونوں کا نام اسلام ہے۔ اس مقام پر لازم ہوگا کہ یہ دیکھا جائے کہ بیان کے مکلف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی وضاحت کس طرح فرمائی ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم سے ایسی سند سے مروی ہے جس میں کلام ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً یہ قول صحیح ثابت ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک یہ قول "مرفوع" ہی کے حکم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" أُحِلَّتْ لَنَا الْمَيْتَتَانِ وَالدَّمَانِ: اَلْحُوتُ وَ الْجَرَادُ وَ الْكَبِدُ وَ الطِّحَالُ"

اس حدیث میں بعض مرداروں اور خونوں کے جواز کی صراحت موجود ہے۔ اس طرح ایک اور صحیح حدیث میں وارد ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں مرقوم فرمایا۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا عبیدہ بن جراح کو امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ یہ لوگ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلے۔ان کا زاد راہ کھجوریں تھی جب کم پڑنے لگیں تو ہر ایک شخص کو ایک ایک کھجور دینے کی نوبت آگئی۔ حتیٰ کہ انہوں نے دور سے ساحل سمندر پر ایک بڑی بہت بڑی شئے دیکھی جب اس کے پاس گئے تو معلوم ہوا یہ ایک بہت بڑی اور موٹی مچھلی تھی۔ تو انہوں نے اس سے سیر ہو کر کھایا۔ اور باقی ہمراہ لے لیا۔ اس مچھلی کی جسامت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اس کی ایک پسلی کی ہڈی زمین میں گاڑی تو اس کے نیچے ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آسانی سے نکل سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت [illegible] اسے اصحاب النبی صلی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



اللہ علیہ وسلم کے لئے میسر فرما دیا۔ جب یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا۔ "تمہارے پاس اس مچھلی میں کچھ میرے کھانے کے لئے بھی ہے؟

گویا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سمندر کا مردار حلال ہے۔ یہ تو اسی کے لئے ہوگا جو قرآن اور سنت دونوں پر اعتماد کرتا ہوگا۔ لیکن جو قرآنیین سے متاثر ہوتا تو اس کا جواب ہوگا "حرمت علیکم المیتہ والدم" تمہارے اوپر مردار اور خون حرام ہے

لیکن یہی شخص جب قرآن حکیم میں ایسی آیت پر پہنچے گا جو ان معانی پر دال ہیں کہ اطاعت رسول دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔ تو اس وقت اس پر لازم ہوگا کہ وہ سنت کی طرف رجوع کرے اسے قرآن سے ملائے ان کے درمیان فرق نہ کرے تو اس وقت اس آیت کا مفہوم اس کے ذہن میں اس طرح آئے گا کہ "تم پر مردار حرام ہے ماسوا "میتۃ البحر" کے! اور خون حرام ہے ماسوائے جگر" اور "تلی" کے! میں نے یہ دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے جس کے بعد کوئی اور دلیل وزن ہی نہیں رکھتی۔

## شریعت کی اساس

شریعت کی پوری عمارت قرآن و سنت دونوں کی اساس پر قائم ہے۔ اسی لئے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے یہ فرمان منقول ہے کہ مکمل سنت (بشرطیکہ وہ صحیح ہو) وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سمجھائی۔ اس سے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ مقصد ہے کہ قرآن و سنت تسبیح کی طرح باہم پروئے ہوئے دانوں کی مانند ہیں اللہ جل شانہ' نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان آیات کی وضاحت اور بیان کو اتارا' جس بیان کی امت کو ضرورت تھی۔

میرے خیال میں یہی ایک مثال انتہائی کافی ہے۔ قرآن کی تفسیر میں یہ قاعدہ لازمی ہے کہ قرآن و سنت دونوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ ہمیں یہ بات زیبا نہیں دیتی کہ ہم مرحلہ وار یہ کہیں کہ پہلے مرحلے پر قرآن پھر دوسرے مرحلے پر سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ کیونکہ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سنت دوسرے مرتبے پر ہے۔ ہم ایسی بات نہیں کہنا چاہتے جو اہل علم کے لائق نہیں کہ سنت قرآن کے مساوی ہے ہر اعتبار سے۔ بلکہ باعتبار ثبوت سنت کا قرآن سے دوسرا ہی درجہ ہے اس وجہ سے کیونکہ قرآن تو ہمیں بذریعہ تواتر ملا ہے جبکہ سنت ایسے نہیں۔ ہمارا مقصد یہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


ہے کہ حکم کو ثابت کرنے کے اعتبار سے دونوں عین مساوی ہیں اور باعتبار عمل سنت اور قرآن میں تفریق نہیں اور جس تفریق کو بعض علماء (جوکہ علم حدیث میں مختص ہیں) نے ملحوظ رکھا ہے وہ باعتبار علم الرذلیہ ہے۔ جہاں تک علم درایت، فقہ اور کتاب اللہ سے مفہوم لینے کا تعلق ہے وہاں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مابین کوئی فرق نہیں۔

یہ بحث ہمیں ایک اور مسئلے کی طرف بھی لے جاتی ہے جس کے بارے میں بعض شک کرنے والوں نے اس علم سے جہالت اور اصولوں سے ناواقفیت کی بنا پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شک کیا ہے۔ ان کی اس بحث کا محور خبر متواتر اور خبر آحاد کی تقسیم ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اس بحث سے وہی علمائے امت مستفید ہوسکتے ہیں جو علم سنت و حدیث میں تخصیص کے حامل ہوں۔ جہاں تک عامۃ المسلمین کا تعلق ہے انہیں اس تفصیل سے کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ یہ بحث ان کے اذہان میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مزید تشکیک کا باعث بن سکتی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ ذہنی ناپختگی کی بنا پر ان شک پیدا کرنے والوں کے پیدا کردہ شبہات کا شکار ہوجائیں۔

حدیث وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہو چاہے کسی بھی طریق۔ مثلاً "حسن، صحیح، یا حسن لذاتہ و صحیح لذاتہ، یا حسن لغیرہ، و صحیح لغیرہ، صحیح غریب، صحیح مستفیض، صحیح مشہور یا صحیح متواتر ہو۔ ان سب مباحث کا تعلق اہل علم سے ہے عام مسلمانوں کے لیے فقط یہی کافی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس پر ایمان لانا اس کی تصدیق کرنا واجب ہے یا یہ حدیث ضعیف ہی جس سے اجتناب ضروری ہے۔

مشاہدے میں آیا ہے وہ لوگ جو عوام الناس کے سامنے ان تفاصیل پر بحث کرتے ہیں جن کا صرف اہل علم سے تعلق ہے در حقیقت وہ عام مسلمانوں میں بے شمار ان صحیح احادیث کے بارے میں بھی شک و شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو بطریق آحاد مروی ہیں۔ حدیث آحاد کا بالاختصار مطلب یہ ہے کہ جو درجہ تواتر کو نہ پہنچے اور متواتر سے مقصود یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بڑی تعداد (جس کا جھوٹ پر اتفاق ناممکن ہے) نے اس حدیث کو بیان کیا ہو۔ لیکن اس تعداد کے تعین کے بارے میں بے شمار اختلاف ہیں۔ جو میرے خیال میں اللہ کی رحمت ہیں۔ کیونکہ کسی چیز میں اختلاف اس کی ناپختگی پر تو دلالت کرسکتا ہے لیکن صداقت پر نہیں۔ ان میں بعض کا کہنا ہے کہ تواتر کی تعداد کم از کم سو شخص ہیں اور بعض اس سے کچھ کم بتاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض نے کم از کم دس عدد بیان کیے ہیں۔ یعنی جب تک کوئی حدیث سو راویوں تک (اعلیٰ قول کا اعتبار کرتے ہوئے) یا باعتبار ادنی قول کم از کم دس راویوں سے مروی نہ ہو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


"اور اسی طرح 100 یا دس صحابہ سے لے کر تابعین تک حتی کہ کتب حدیث تک مسلسل سو یا دس رواۃ سے اسے بیان نہ کیا ہو۔ وہ درجہ تواتر کو نہیں پہنچ سکے گی۔

حدیث کے متواتر یا غیر متواتر ہونے سے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تو ان لوگوں کا کہنا ہے کہ خبر آحاد (غیر متواتر) سے "غیبیات" (جس کی تعبیر وہ عقائد سے کرتے ہیں) سے متعلق حکم اخذ کرنا صحیح ہیں۔ اور احکام کے ماسوا غیر متواتر حدیث سے مسئلہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جو مذکور بحث کو اپنا موضوع سخن بنا کر خلاف حقیقت احادیث کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں ان کے ہر فریب کی وضاحت اور تردید تو صرف چند علماء حدیث ہی کر سکتے ہیں۔ جو ہر زمانے میں تعداد میں انتہائی کم ہوتے ہیں۔

اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں کہ علماء حدیث کے نزدیک حدیث متواتر کی واضح ترین مثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ " مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ اس کے راوی صحابہ کرام سے لے کر تاحد آخر سو تک موجود ہیں۔ لیکن آپ میں سے جس کے پاس "حدیث متواتر" کے تمام اوصاف پہنچ گئے وہ بجا۔۔۔ لیکن اگر میں اکیلا یہ کہہ دوں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ تو تب میرے اکیلے کی بنا پر اس کا تواتر ختم ہو جائے گا؟ بہتر یہی ہے کہ ہم ایسی بحث میں نہ پڑیں۔ اور احادیث کی اسی طرح اتباع کریں جس طرح ہمارے اسلاف نے کیا۔ عوام الناس کو تو ان بحثوں میں الجھانا فلسفہ کی بحث کی طرح انہیں مشکل میں ڈال دے گا۔ صاف بات یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے کے لئے تواتر کی شرط لگانا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو معطل کرنے کی مذموم کوشش ہے۔

دور حاضر میں اکثر افراد اور جماعتوں کو میں نے اس مرض میں مبتلا پایا ہے کہ وہ بے شمار صحیح احادیث کو اس دلیل سے رد کر دیتے ہیں کہ فلاں حدیث احکام کے بارہ میں نہیں ۔ بلکہ امور غیب اور عقائد کے بارہ میں ہے۔ لہذا یہاں حدیث آحاد معتبر نہیں۔ اسی طرح یہ افراد متعدد احادیث کو اپنی خواہشات کے مطابق ناقابل عمل قرار دے دیتے ہیں۔

## قرون اولیٰ اور ہم

ان تمام مباحث میں پڑنے اور ذہنی خلفشار سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم عہد اول (قرون اولیٰ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرف رجوع کریں۔ تاکہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



ہمیں یہ معلوم ہو کہ اصحاب النبی اپنے اور بعد میں آنے والے لوگوں کو جو ان کے ہم عصر تھے مگر نبی اکرم صلی اللہ سے انہیں شرف ملاقات نہیں ہو سکا کو احادیث کیسے بیان کرتے تھے مثلاً اہل یمن کی مثال ہمارے سامنے ہے' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل نہ کر سکے! مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقفہ وقفہ سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضوان اللہ علیھم اجمعین کو بھیجتے رہے اور بھیجتے وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے کیا فرمایا۔ میرے خیال میں اس کا علم تو آپ سب کو ہو گا بحوالہ صحیحین ارشاد فرمایا

**أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَأْمُرْهُمْ بِالصَّلٰوةِ**

محل شاہد یہ ہے کہ نماز تو احکام میں سے ایک حکم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سے پہلے عقیدہ توحید کی طرف دعوت کا بھی ذکر ہے۔ جو اسلام کے تمام عقائد کی بنیاد ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ جب نبی اکرم نے انہیں تبلیغ کا حکم دیا تھا اور آپ نے تبلیغ فرمائی تو کیا یہ خبر متواتر تھی؟ کیا اللہ اور اس کے رسول کی "اہل یمن" پر تبلیغ کی حجت قائم ہو گئی یا نہیں؟ وہ لوگ جنھوں نے اسلام میں یہ فلسفہ (کہ خبر آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا) داخل کیا ہے ان کے زعم میں تو اللہ اور اس کے رسول کے طرف سے حجت قائم نہیں ہوتی بلکہ رسول اللہ پر لازم تھا کہ کم از کم اتنی تعداد بھیجتے جو کہ "عدد تواتر کے معیار پر پوری اترے"

اسی لئے ہی میں نے بعض اوقات ان لوگوں کو جن کا یہ عقیدہ ہے (کہ خبر آحاد سے غیبیات ثابت نہیں ہوتے) کہا کہ تم میں سے کسی مبلغ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے کبھی "بلاد کفر" کی طرف جانے کا اتفاق ہو تو بلاشبہ وہ سب سے پہلے انہیں اسلامی عقائد کی طرف دعوت دے گا اس لئے کہ اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ "اللہ کی توحید اور نبی اکرمؐ کی رسالت کی شہادت" ہے مذکورہ گروہ کے رئیس نے اپنی کتاب میں "دعوت کے طریقہ کار" کے بارے میں ایک مستقل فصل لکھی ہے جس کا نام اس نے "طریق الایمان" رکھا ہے۔ اور اس میں اس نے مسلمانوں کو بلاد اسلام میں اور کفار کو ان کے ممالک میں اسلام کی طرف دعوت دینے کا جو طریقہ بیان کیا ہے اس طریقہ کے آخر میں یہ اصول بھی مذکور ہے کہ خبر آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ پس اگر کوئی شخص تبلیغ کے لئے جائے اور ان کو اپنے رئیس کے بیان کردہ طریق کے مطابق تبلیغ اسلام کرے لیکن جب اس طریقہ کے آخر میں یہ اصول بھی بیان کرے اور لوگوں کا مجمع اس کا خطاب سن رہا ہو کہ خبر آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ تو ان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



اور کے محترم! آپ نے ابھی ابھی ہمارے سامنے عقیدہ اسلام رکھا ہے اور آخر میں آپ نے اپنا اصول بھی بتایا ہے اس کی روشنی میں آپ بھی ہمیں اسلام کا عقیدہ سکھانے کے لئے اکیلے آئے ہیں۔ لہذا آپ ہی کے بیان کردہ منہج پر (جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے) اللہ کی حجت ہم پر قائم نہیں ہوئی کیونکہ آپ فرد واحد ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے ملک میں لوٹیں اور اپنے ساتھ اتنی تعداد لے کر آئیں جو آپ کے ساتھ گواہی دے کہ جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے وہ اسلام ہی ہے۔

تعجب ہے یہ لوگ اس حدیث پر توجہ نہیں دیتے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ، علی اور حضرت ابو موسی اشعری رضوان اللہ علیہم کو فردا" فردا" بھیجا تاکہ انھیں اسلام کی تعلیم دیں۔ اس سے ثابت ہوا جس عقیدہ کو رئیس مذکور نے اسلام میں داخل کیا ہے سلف صالحین کا اس تقسیم (کہ فلاں متواتر ہے فلاں آحاد ہے) سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ صرف اتنا کافی ہے کہ آپ کو فقط نبی اکرم کی حدیث صحیح رواۃ کے ساتھ پہنچ جائے اور حدیث کو ان کمزور عقول کی شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی جو کتاب و سنت کو کماحقہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مختصرا" یہ کہ ہمارے لئے سنت کی مدد سے قرآن کی تفسیر کرنا واجب ہے چاہے وہ متواتر ہوں یا آحاد ہوں یہی وہ راستہ ہے جس پر خدا تعالی کے اس فرمان کی بنا پر ہمارے لئے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے چلنا لازم ہے۔

ترجمہ: اگر تمہارا کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ یہ بہتر اور اچھا ہے انجام کار کے لحاظ سے ۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ قرآن میں بعض آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر کرنے کے لئے ہم کو کوئی حدیث نہیں ملتی۔ تب مذکورہ بیان صحیح کیسے ہوگا؟

ایسی صورت میں جیسا کہ اہل علم کے ہاں معروف ہے کہ جب سنت میں ہمیں قرآنی آیات کی تفسیر کی راہنمائی نہ ملے تو پھر سلف صالحین کی تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان میں پہلے درجہ میں صحابہ کرام آتے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ ان کا نبی اکرم سے زیادہ ساتھ رہا اور دوسری وجہ ان کا قرآن کے بارے میں سوالات اور اس کو سمجھنے کا اہتمام ہے۔ پھر دوسرے درجہ میں عبداللہ بن



© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


عباس ہیں۔ ابن مسعود سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بے شک (وہ) قرآن کے ترجمان ہیں یعنی ابن مسعود' ابن عباس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ "ترجمان القرآن" ہیں۔

پس اس طرح جبکہ ہم سنت میں کتاب اللہ کی تفسیر نہیں پائیں گے تو درجہ بدرجہ اصحاب رسول کی تفاسیر سے مدد لیں گے۔ جن میں اولین حیثیت کے حامل ابن مسعود پھر ابن عباس ہیں۔ پھر اس کے بعد جس صحابی سے بھی کسی آیت کی تفسیر منقول ہو۔

اور اگر صحابہ سے تفسیر نہ ملے تو پھر تابعین کی تفاسیر سے مدد لینا لازم ہے۔ جنھوں نے اصحاب الرسول سے تفسیر کے حصول میں اہتمام کیا جس طرح کہ سعید بن جبیر' طاؤس اور ان جیسے دوسرے ہیں جو کہ صحابہ سے، خاص طور پر ابن عباس سے حصول تفسیر میں مشہور ہیں۔

اسی طرح بعض آیات کی تفسیر رائے سے بھی کی جاتی ہے اور ان کے بارے میں نبی اکرمؐ سے موصولاً کوئی وضاحت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن بعض متاخرین نے (اسی شئے کے مدنظر) آیات کی تفسیر اپنے مذاہب کے مطابق کرنی شروع کردی ہے۔ یہ انتہائی خطرناک اقدام تھا کہ آیات کی تفسیر اپنے مذاہب کو تقویت دینے کے لئے ان کے تابع کی جائے۔ اور علماء تفسیر نے اس (غلط) طریقہ کے علاوہ بھی (بے شمار) تفاسیر کی ہیں۔ بطور مثال ملاحظہ فرمائیں۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْءَانِ

بعض اصحاب نے اس کی تفسیر تلاوت نفسی سے کی ہے یعنی ان کے مطابق تمام نمازوں میں فقط ایک لمبی آیت یا تین مختصر آیات پڑھنا واجب ہے اس کے باوجود کہ صحیح حدیث میں نبی اکرمؐ سے وارد ہے کہ

"لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" اور دوسری حدیث میں ہے کہ

"مَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَلَاتُهُ خِدَاجٌ فَصَلَاتُهُ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ" پس ان دونوں احادیث کی دلالت نے گزشتہ آیت کی تفسیر میں اس دعویٰ کی تردید کردی کہ یہاں مطلق قراۃ ہے یعنی کہ آیت صرف یہ کہتی ہے کہ قرآن سے کچھ پڑھ لو

تو اسی مذکورہ مذہب کے بعض متاخرین نے دوبارہ حدیث متواتر کی بحث کی طرف لوٹتے ہوئے اب یہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کی تفسیر فقط متواتر سنت سے صحیح ہے کہ دوسرے الفاظ میں قرآن کی تفسیر سنت متواتر کے علاوہ صحیح نہیں۔

یعنی (ان کا خیال یہ ہے) کہ متواتر قرآن کی تفسیر ماسوائے متواتر کے صحیح نہیں اور انہوں نے اس آیت میں بھی اپنے فہم پر اعتماد کرتے ہوئے گزشتہ دونوں حدیثوں کو رد کردیا۔ کہ نماز پڑھنے والے پر جس سے اہتمام کرنا لازم تھا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ لیکن تمام علمائے تفسیر نے (جن میں متقدمین بھی ہیں، متاخرین بھی) واضح کیا ہے کہ آیت کریمہ میں (فَاقْرَءُوا) سے مراد یہ ہے کہ تم رات کی نماز سے جتنی نماز پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اس آیت کو سورہ مزمل میں اس آیت کریمہ کے مناسبت سے ذکر کیا ہے کہ۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

یعنی رات کی جتنی نمازیں پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ پس آیت اس سے متعلق نہیں کہ رات کی نماز میں خصوصاً انسان پر کچھ پڑھنا واجب ہے اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے آسانی کی ہے کہ وہ جو کچھ پڑھ سکتے ہے پڑھ لے۔

لٰہذا امت کے لئے واجب نہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی (یعنی ۱۱ رکعات) نماز کی رکعات پڑھیں آیت کا معنی یہ ہے اور یہ عربی اسلوب کے مطابق کل بول کر جز مراد لینا ہے۔ جز بول کر کل مراد لینے کی مثال یہ ہے (فَاقْرَءُوا) یعنی نماز پڑھو یہ کل ہے اور قراءۃ جز ہے۔ اور لغت عربی کا علم رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ عربی کا یہ اسلوب کہ جب کل بول کر جز مراد لیا جائے تو اس کا مقصد کل میں اس جز کی اہمیت بیان کرنا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے اس دوسرے فرمان میں ہے

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

" اَقِمِ " سے مراد بھی " قرآن الفجر" ہے لیکن یہاں جز بول کر کل مراد لیا اور یہ معروف اسلوب ہے اس لئے اس آیت کی واضح تفسیر کے بعد (کہ جس میں سلف اور خلف کا کوئی اختلاف نہیں) پہلی حدیث کو رد کرنا صحیح نہیں۔ اور اس دعویٰ کے ساتھ کہ یہ خبر آحاد ہے رد صحیح نہیں کیونکہ آیت مذکورہ کی تفسیر ان علماء کے اقوال سے واضح ہوتی ہے جو کہ لغت عربی کی باریکیاں سمجھتے تھے۔ اور اس لئے کہ حدیث نبوی قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ (جس طرح ہم نے ابتدا میں ذکر کیا ہے) اس کی وضاحت اور تفسیر کرتی ہے۔ پس حدیث کیسے مخالف ہو سکتی ہے اور آیت کا تو اس موضع سے کوئی تعلق ہی نہیں کہ مسلمان پر فرضی یا نفلی نماز میں کیا پڑھنا واجب ہے۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ اپنے موضوع میں صریح ہیں کہ نماز فاتحہ کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔

( لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) اور (مَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَلَاتُهُ خِدَاجٌ،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



لَصَلَاتَهٗ خِدَاجٌ لَصَلَاتَهٗ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ هِيَ نَاقِصَةٌ) کہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اور سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے پس جس نے اپنی نماز مکمل کی اس حالت میں کہ وہ نامکمل تھی تو پھر اس کی کیا نماز ہوئی وہ تو اس وقت کالعدم ہی متصور ہوگی جس طرح کی پہلی حدیث کا ظاہر اس کی طرف مشیر ہے کہ "فاتحہ الکتاب کے بغیر کوئی نماز نہیں"

جب ہمارے لئے حقیقت ظاہر ہوگئی ہے کہ احادیث جو کہ نبی اکرم سے ہم تک (یا تو کتب حدیث کے واسطہ سے پہنچی ہیں یا صحیح اسانید کے ساتھ تو ہمیں ان پر مطمئن ہو جانا چاہیے اور جن شبہات کو دور حاضر میں پیش کیا گیا ہے ان پر کان نہ دھرتے ہوئے شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اور تفسیر قرآن میں سلف صالحین کے منہج کو ہی مدنظر رکھنا چاہیے

(واللہ اعلم بالصواب)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ